سوال

(329) نماز اور کفارہ گناہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک روایت میں آیا ہے کہ :

"حدثني عبد الله بن أحمد بن شبويه قال، حدثنا إسحاق بن إبراهيم قال، حدثني عمرو بن الحارث قال، حدثني عبد الله بن سالم، عن الزبيدي قال، حدثنا سليم بن عامر، أنه سمع أبا أمامة يقول: إن رجلاأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله، أقم فيّ حدّ الله، مرةً واثنتين فأعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم أقيمت الصلاة، فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من الصلاة، قال: أين هذا القائل: أقم فيَّ حدّ الله؟ قال: أنا ذا! قال: هل أتممت الوضوء وصليت معنا آنفا؟ قال: نعم! قال: فإنك من خطيئتك كما ولدتك أمك، فلا تَعُدْ! وأنزل الله حينئذ على رسوله: (أقم الصلاة طرفي النهار وزلفًا من الليل"

(سورۃ ہود آیت 114، تفسیر الطبری 6/133) (محسن سلفی کراچی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حدیث مذکور تفسیر ابن جریر (ج12ص82) اور تفسیر ابن کثیر (ج4ص288 وفی نسخہ آخری ج2ص480 بحوالہ ابن جریر) میں موجود ہے۔ اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔ سلیم بن عامر الخبائری صحیح مسلم وغیرہ کے راوی اور ثقہ تھے۔ تقریب التہذیب ص132 محمد بن ولید بن عامر الزبیدی صحیحین کے راوی اور "ثقہ ثبت من کبار اصحاب الزہری" تھے۔ (التقریب ص322)

عبداللہ بن سالم الاشعری صحیح بخاری کے راوی تھے۔ یحییٰ بن حسان اور عبداللہ بن یوسف نے ان کی تعریف کی۔ نسائی نے کہا: "لیس بہ بس" اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ قرار دیا۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی توثیق کی۔ دیکھئے تہذیب التہذیب (5/400) وغیرہ

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "صدوق فیہ نصب" (الکاشف 2/80)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "ثقہ رمی بالنصب" (التقریب ص174)

نصب کا الزام مردود ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ابن خزیمہ (571) ابن حبان (الموارد: 462 الاحسان: 1803) حاکم 1/223) ذہبی دار قطنی (1/335) بیہقی

(التلخیص الحبیر 1/236)اورابن القیم (اعلام الموقعین 2/397) نے اس روایت کی تصحیح یا تحسین کی جوکہ توثیق کی ہی ایک قسم ہے۔

ان کے مقابلے میں ابوعبید الآجری نے ابوداود رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ وہ کہتا تھا۔

"علی نے ابو بکر و عمر کے قتل پر اعانت کی ہے اور ابوداود رحمۃ اللہ علیہ اس کی مذمت کرتے تھے۔"

یہ جرح کئی لحاظ سے مردود ہے۔

1۔یہ جرح جمہور محدثین کی توثیق کے خلاف ہے۔

2۔اس کا تعلق روایت حدیث سے نہیں بلکہ عقائد سے ہے۔

3۔ابوداوَد رحمۃ اللہ علیہ کی عبداللہ بن سالم الاشعری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ممکن نہیں ہے۔کیونکہ وہ ان کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے لہٰذا یہ قول منقطع ہے۔

4۔ابوعبید محمد بن علی بن عثمان الآجری کے حالات نامعلوم ہیں سوالات الآجری کے محقق محمد علی قاسم العمری کو بھی اس کے حالات نہیں ملے۔(دیکھئے ص41)

5۔اس بات کا بھی کوئی صحیح ثبوت نہیں ہے کہ آجری نے یہ کلام بیان کیا ہے کیونکہ آجری تک صحیح سند مفقود ہے۔

عمرو بن الحارث الحمصی کو ابن حبان نے "مستقیم الحدیث "کہا یعنی ثقہ قرار دیا۔(الثقات 8/480)ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ ، دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے ان کی توثیق کی۔

کسی روایت کو صحیح یا حسن قراردینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ہر راوی صحیح یا حسن قراردینے والے کے نزدیک ثقہ یا صدوق ہے۔

(دیکھئے نصب الرایۃ ج1ص149، ج3 ص264، لسان المیزان ج1ص227، ج5ص414السلسلۃ الصحیحہ ج6ص660 ح2783 وج7ص16 ح3007۔بیان الوھم والایھام لابن القطان 5/395ح62،25)

جمہورکی اس تعدیل کے مقابلے میں ذہبی قول "غیر معروف العدالۃ"(میزان الاعتدال 3/251)اورابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول "مقبول "یعنی مجہول الحال مردود ہے۔یادرہے کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان کی تصحیح حدیث سے معارض ہے۔

"واذا تعارضا تساقطا" (دیکھئے میزان الاعتدال 2/552)

خلاصہ یہ کہ عمرو بن الحارث حسن الحدیث تھے۔

اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی کو ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ ، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ ، ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم نے موثق قرار دیا ہے۔

اس کے مقابلے میں بغیر کسی سند کے امام نسائی سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا:

"لیس بثقۃ" (تہذیب التہذیب 1/189)

یہ بے سند قول ہر لحاظ سے ساقط ہے۔

آجری (غیر معروف العدالۃ) نے ابوداوُد رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عوف سے اسحاق مذکور پر شدید جرح نقل کی ہے جو آجری کی جہالت کی وجہ سے مردود ہے دوسرے یہ کہ یہ جرح آجری کی کتاب السوَالات میں نہیں ملی لہٰذا آجری تک سند میں بھی نظر ہے۔

یاد رہے کہ آجری کی عدالت نامعلوم ہونے کے باوجود حافظ ابن کثیر نے اس کی کتاب کو "کتاب مفید" لکھ دیا ہے۔(اختصار علم الحدیث ص 39) حالانکہ مصنف مذکور کی جہالت اور اس تک سند صحیح نہ ہونے کی وجہ سے کتاب مفید کے بجائے غیر مفید ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسحاق بن ابرہیم پر جرح مردود ہے اور وہ حسن الحدیث راوی تھے۔ نیز دیکھئے میری کتاب "القول المتین فی الجہر بالتامین "(ص 9،8)

عبداللہ بن احمد بن شبویہ مستقیم الحدیث (الثقات لا بن حبان 8/366)) یعنی ثقہ تھے ابو سعید الادریسی انھیں "من افاضل الناس "کہتے تھے۔(تاریخ بغداد 9/371)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث حسن لذاتہ ہے صحیح مسلم (25،27) مسند احمد (266،263،5/262،) اور صحیح ابن خزیمہ (311) میں اس کا ایک شاہد (یعنی تائید کرنے والی روایت بھی ہے) لہٰذا حدیث مذکور صحیح لغیرہ ہے (شہادت مئی 2003ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔اصول، تخریج اور تحقیقِ روایات-صفحہ615

محدث فتویٰ